سُنو اپنے رب کی

مولانا شمس پیرزادہ رحؒ

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹/محمد علی روڈ ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۳

ٹیلیفون نمبر: ۲۳۴۶۵۰۰۵

قیمت :۱۰/روپئے
Price: 10/-

چوتھا ایڈیشن:۴۰۰۰
مارچ ۲۰۱۰ء

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
عرض ناشر	۳
پیش لفظ	۵
دعوتِ فکر	۶
اپنے رب کی پہچان	۸
انسان اور دنیا کے بارے میں بنیادی سوالات	۹
قرآن کی دعوت	۱۰
کتاب الٰہی	۱۲
روشن تعلیمات	۱۶
شیطان سے ہوشیار	۱۷
دنیا کی موجودہ صورتِ حال انصاف کو آواز دے رہی ہے	۱۸
یوم عدالت برپا ہونے سے پہلے قرآن صاف انداز میں خبردار کرتا ہے	۲۰
ایمان لانے والوں کو خوشخبری	۳۰
سوالیہ نشان	۳۷
آپ کا فیصلہ	۳۸

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض ناشر

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ۔(آل عمران:۱۱۰)

” تم خیر امت ہو جسے لوگوں کیلئے برپا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“

مزید ارشاد فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا ؕ (سورۂ بقرہ: ۱۴۳)

” اور اسی طرح ہم نے تم کو ” امت وسط“ بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔“

قرآن کی یہ دو آیتیں امت مسلمہ کو اپنا فرض منصبی یاد دلاتی ہیں کہ وہ کروڑہا کروڑ اپنے غیر مسلم بھائیوں کو، اسلام سے نہ صرف روشناس کرائیں، بلکہ احسن طریقے سے قبولِ حق کی دعوت بھی دیں۔

؎ ” شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات“

پھر یہ ان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ اس پر دھیان دیں یا نہ دیں!

اگر پوری امت مسلمہ اس فرض کو انجام نہیں دے رہی ہے تو۔

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ (آل عمران:۱۰۴)

” تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے، جو خیر کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔“

اسی احساس کے تحت ادارہ دعوۃ القرآن کے سابق چیئرمین مولانا شمس پیرزادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتابچہ ” سنو اپنے رب کی“ مرتب فرمایا، تاکہ برادرانِ وطن، جو نورِ ہدایت سے محروم ہیں، قرآنی ہدایت سے واقف ہوں جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

اب تک اس کتابچہ کے اردو کے علاوہ مراٹھی، گجراتی، ہندی اور انگریزی میں متعدد ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ ان کتابچوں کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی سعی و جدوجہد کر کے عنداللہ ماجور رہوں۔

شہاب بانکوٹی

سکریٹری

ادارہ دعوۃ القرآن۔ ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ہمارے اردگرد کروڑہا افراد ایسے ہیں، جو اپنے رب کو نہیں پہچانتے۔ اور نہ انہیں اس بات کی خبر ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ اور نہ ہی وہ اس بات سے باخبر ہیں کہ ان کے رب کے حضور پیشی کا دن مقرر ہے، جب اعمال کے مطابق جزا وسزا کا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔

اس غفلت سے انہیں بیدار کرنا، انہیں ان کے رب کی طرف بلانا اور اخروی انجام سے انہیں خبردار کرنا ہمارا اولین دینی فریضہ بھی ہے، اور انسانیت کی بہی خواہی کا تقاضا بھی۔ یہ پمفلٹ اسی مقصد سے لکھا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ اس تعلق سے بنیادی باتیں، نہایت سادہ اور دلنشین انداز میں پیش کی جائیں، تاکہ غفلت کی زندگی گزارنے والے چونک جائیں اور ہدایت کو قبول کرلیں۔ بصورت دیگر ان کے رب کی حجت ان پر قائم ہوجائے، اور قیامت کے دن وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اس انجام سے ہمیں ان لوگوں نے باخبر نہیں کیا تھا، جو اپنے رب پر ایمان رکھتے تھے۔

ہم اپنی اس ذمہ داری کو محض پمفلٹ چھاپ کر پورا نہیں کرسکتے، بلکہ ضروری ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ انشاء اللہ اس کا ترجمہ مرہٹی، گجراتی، ہندی اور انگریزی زبان میں بھی شائع کیا جائے گا۔ تاکہ قبول حق کی دعوت عام ہو۔ امید کہ قارئین اس کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين

۱۷/جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ **شمس پیر زادہؒ**

۱۱/نومبر ۱۹۹۵ء

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹۔ محمد علی روڈ۔ ممبئی ۴۰۰۰۰۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوتِ فکر

کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا کہ آپ کی تخلیق کس طرح ہوئی؟ ایک حقیر مادہ سے، جس نے مختلف حالات اور مرحلوں سے گذر کر انسان کی شکل اختیار کرلی۔ ابتداء میں آپ اپنے وجود سے بالکل بے خبر تھے، مگر رفتہ رفتہ آپ میں شعور اُبھرتا گیا اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی، یہاں تک کی آپ اس کائنات کی سب سے زیادہ باشعور مخلوق بن گئے۔

سوال یہ ہے کہ یہ شعور کہاں سے آیا؟ کیا انسان خود اپنا خالق ہے؟ اگر ہے تو اس نے اپنے کو پیدا کر کے ایک عرصہ تک بے شعوری، اور پھر ایک طویل عرصہ تک کم شعوری کی حالت میں کیوں رکھا؟ اگر وہ خود اپنا خالق ہے، تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ مکمل شعور کے ساتھ اپنے کو وجود میں لاتا، مگر اس کی بے بسی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اس نے خود اپنی تخلیق نہیں کی۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ یہ باشعور انسان موت کی آغوش میں سوجاتا ہے۔ اس وقت اس کا جسم تو موجود ہوتا ہے، لیکن شعور باقی نہیں رہتا۔ سوال یہ ہے کہ اگر انسان نے خود اپنی تخلیق کی ہے، تو اُس پر موت کیوں طاری ہوئی، اور اس کا شعور کیسے رخصت ہوا؟ اور اگر اتفاقی حادثہ کے طور پر پیدا ہوا ہے، تو اس کے وجود میں حکیمانہ منصوبہ بندی کہاں سے آگئی؟

انسان جب پیدا ہوتا ہے تو نہایت کمزور ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب تک کوئی غذا نہ دے، وہ اپنی غذا حاصل نہیں کرسکتا۔ مگر رفتہ رفتہ اس کی توانائیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور جب شباب کو پہنچتا ہے تو نہ صرف طاقتور بن جاتا ہے، بلکہ تمام اشیاء پر اسے تسخیر کی قوت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد جب وہ بڑھاپے کو پہنچتا ہے تو اس کی طاقت جواب دینے لگتی ہے۔ اگر انسان اپنا خالق آپ ہے، تو اس نے اپنے کو کمزور حالت میں کیوں

پیدا کیا؟ اور اپنے کو ایسی مخلوق کے سانچے میں کیوں ڈھالا جس پر بڑھاپا طاری ہوتا ہے، اور اس کی قوتیں مضمحل ہو کر رہ جاتی ہیں! اور اگر اتفاقی حادثہ کے طور پر پیدا ہوا ہے تو اس میں یہ تغیرات کون پیدا کرتا ہے؟

انسانوں میں مرد بھی پیدا ہوتے ہیں، اور عورتیں بھی۔ کوئی شخص بھی اپنی مرضی سے نہ مرد ہوتا ہے اور نہ عورت۔ اگر انسان اپنا خالق آپ ہے، تو اپنی مرضی کے مطابق کیوں نہیں اپنی تخلیق کرتا؟ پھر دنیا میں مرد اور عورتیں ایک خاص تناسب سے، جو سماجی زندگی گزارنے کیلئے ضروری ہے پیدا ہوتی ہیں۔ کسی زمانہ میں ایسا نہیں ہوا کہ مرد ہی مرد پیدا ہو گئے ہوں، یا عورتیں ہی عورتیں پیدا ہو گئی ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو انسان کی زندگی اجیرن بن جاتی۔ اگر انسان کی تخلیق آپ ہی آپ ہوئی ہے تو سب کو ایک ہی قالب میں ڈھلا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ پھر یہ عورت مرد کا اختلاف کیسے؟ اور ہر صنف کے افراد کا متناسب تعداد میں پیدا ہونا کس طرح ممکن ہوا؟

ہر شخص کی صورت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ اگر انسان کی پیدائش اتفاقی حادثہ کے طور پر ہوئی ہوتی، اور اس میں کسی کے ارادے کا دخل نہ ہوتا، تو سب لوگ ایک ہی سانچے میں ڈھل جاتے، اور ایک ہی صورت پر پیدا ہوتے، کہ کوئی کسی کو شناخت بھی نہیں کر پاتا، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شخص کا موڈل (Model) الگ ہوتا ہے، تو یہ کون ہے، جو ہر ہر شخص کو الگ الگ سانچے میں ڈھالتا ہے؟

یہ چند مثالیں ہیں، جو انسان کے اپنے وجود سے تعلق رکھتی ہیں۔ ورنہ اس کائنات کا پورا نظام اور اس کا پورا ماحول انسان کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ یہ وسیع کائنات، جس میں کمال درجہ کا نظم وضبط ہے، اور جس کی کوئی چیز مقصدیت سے خالی نہیں، کس طرح وجود میں آئی؟

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ (سورۂ طور آیت:۳۵)

’’کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق ہیں؟‘‘

اس کا معقول جواب ایک ہی ہے، اور وہ یہ ہے کہ انسان سمیت پوری کائنات ایک پیدا کرنے والے نے پیدا کی ہے۔ اور وہی سب کا رب ہے۔ یہ بات نہ صرف معقول ہے، بلکہ انسان کی فطرت اور اس کے وجدان کی پکار بھی۔ کیوں کہ انسان کی فطرت اپنے رب سے آشنا ہے، اور وہ اس کی صحیح رہنمائی کرتی ہے۔ اپنے رب سے بیگانہ کرنے والی اور غلط رخ پر ڈالنے والی چیز، تو نفسانی خواہشات ہیں، جو اندھی ہوتی ہیں نہ کہ فطرت سلیمہ۔

اپنے رب کی پہچان

انسان اگرچہ اپنے رب کو دیکھ نہیں پاتا! لیکن اس کی بے شمار نشانیوں کو دیکھ کر، جو آسمان و زمین میں پھیلی ہوئی ہیں، اور خود اس کے اپنے وجود میں پنہاں ہیں، اس کے رب العالمین ہونے کا یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کو ماننے کیلئے کسی فلسفیانہ بحث کی ضرورت باقی ہی نہیں رہتی۔ رب العالمین اس کائنات کی سب سے بڑی اور اُبھری ہوئی حقیقت ہے۔ اگر انسان نے اس حقیقت کو نہیں پایا، تو اس نے دنیا میں کچھ بھی نہیں پایا۔ کیوں کہ انسان کا امتیازی وصف علم ہے۔ اور وہ جو کچھ پا سکتا ہے اپنے اور اس کائنات کے بارے میں علمِ حق حاصل کر کے ہی پا سکتا ہے۔ اور جب وہ ایک ایسی حقیقت سے نا آشنا رہا، جو مسائلِ حیات کے حل کی کلید ہے، تو اس پر حق کی راہ گم ہو گئی اور خیر کے دروازے بند ہو گئے۔ اب وہ دنیا میں نہ اپنی صحیح پوزیشن متعین کر سکتا ہے، اور نہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتا ہے۔ جس شخص کو اپنے آغاز کا علم نہ ہو، اس کو اپنے انجام کا علم کس طرح ہو سکتا ہے؟ مگر دنیا میں کروڑہا افراد ایسے ہیں، جو اپنے رب سے بالکل بے خبر ہیں، جس کے نتیجہ میں ان کی زندگیاں بے مقصد ہو کر رہ گئی ہیں۔ انہوں نے اس دنیا کو تفریح گاہ سمجھ لیا ہے۔ اور انہیں اس بات کا کوئی احساس

نہیں ہے کہ آگے کیا کچھ پیش آنے والا ہے۔ اگر دنیا واقعی تفریح گاہ ہوتی، تو ہر شخص خوش وخرم نظر آتا اور غم اور تکلیف اسے نہ چھوتی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اگر انسان کو خوشی کے چند لمحات میسر آجاتے ہیں، تو غم واندوہ کے بادل بھی اس پر چھا جاتے ہیں۔ اور آج تو پوری انسانیت دکھی بن کر رہ گئی ہے۔

انسان اور دنیا کے بارے میں بنیادی سوالات

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دنیا اگر تفریح گاہ نہیں ہے، تو اس کے پیچھے کیا مقصد کار فرما ہے؟ اس کا صحیح جواب وہی ہستی دے سکتی ہے، جس نے اس کی تخلیق کی ہے، لہٰذا صحیح رہنمائی کے لئے اسی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس کی رہنمائی ہمارے سامنے قرآن کی شکل میں موجود ہے، جس کے کتابِ الٰہی ہونے میں ذرہ برابر شک کی گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ اس میں جو باتیں بھی بیان کی گئی ہیں وہ سراسر حق ہیں، اور اس میں ان تمام بنیادی سوالات کا جواب دیا گیا ہے، جو انسان کی اپنی اور کائنات کی تخلیق کے تعلق سے ذہن میں ابھرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس دنیا کو کس نے بنایا؟ کیوں بنایا؟ انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ اس کی زندگی کا آغاز کس طرح ہوا؟ اور اس کی منزلِ مقصود کیا ہے؟ وہ کیا اعمال ہیں جو اس کی کامیابی کی ضمانت ہیں؟ اور وہ کیا طرزِ عمل ہے جو اس کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے؟ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہے یا نہیں، اور اگر ہے تو کیسی؟ انسان کا عمل ایک بے اثر اور بے نتیجہ چیز ہے، یا لازماً اس کا کوئی اثر اور نتیجہ ظاہر ہونے والا ہے؟ اگر اثر اور نتیجہ ظاہر ہونے والا ہے تو وہ کب اور کیسے؟ یہ دنیا یونہی چلتی رہے گی، یا اس کے بطن سے کوئی اور دنیا جنم لینے والی ہے؟ اگر کوئی اور دنیا جنم لینے والی ہے، تو اس کے احوال وظروف کیا ہوں گے؟ ان تمام سوالات کا کافی اور شافی جواب قرآن میں موجود ہے، جو اس کے کتابِ الٰہی ہونے کا واضح

ثبوت ہے۔ جب کہ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے، جو ان بنیادی سوالات کا واضح اور مفصل جواب دیتی ہو۔ اور جس سے دلوں میں اس کے حق ہونے کا یقین پیدا ہوتا ہو۔ پھر یہ کتاب اپنی ساخت، اپنے اسلوب اور اپنے مضامین کے اعتبار سے ایک بے مثال کتاب ہے، جو ایک چیلنج بن کر نازل ہوئی ہے۔ کہ دنیا کے تمام انسان مل کر بھی ایسی کتاب تصنیف نہیں کر سکتے۔

قرآن کی دعوت

اس کتاب میں جن بنیادی حقیقتوں کو پیش کر کے، ان پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے، وہ درج ذیل ہیں:۔

(۱) انسان کا اور تمام کائنات کا ایک خالق ہے۔ اور جو خالق ہے وہی سب کا پروردگار، مالک اور حاکم ہے۔ بہ الفاظ دیگر وہی سب کا رب ہے۔ تمام کائنات پر اس کا اقتدار قائم ہے۔ اور وہی الٰہ یعنی معبودِ حقیقی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو لائق پرستش ہو، اور اس کے سوا کوئی نہیں، جس کی اطاعت آپ سے آپ اور بے چوں وچرا واجب قرار پاتی ہو۔ وہ ہر قسم کے عیب، نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں۔ اسلئے اس کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی نہ بیوی ہے اور نہ اولاد۔ وہ بالکل یکتا ہے اور ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہ زبردست قدرت والا ہے اور جو چاہے کر گزرنے والا۔ کوئی نہیں جو اس کے کسی فیصلہ کو بدل سکے۔ وہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ وہ بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ وہی رزق دیتا ہے اور اس میں کمی بیشی بھی وہی کرتا ہے۔ کوئی بیماری اور کوئی تکلیف اس کے اذن کے بغیر نہیں پہنچتی، اور وہی شفاء دیتا اور تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے، لہٰذا اسی کو پکارنا اور اسی سے مدد مانگنا برحق ہے۔ مشکل کشا (مشکلوں

کو دور کرنے والا) اور غوث (فریادرس) اس کے سوا کوئی نہیں ۔ وہ سننے والا ، دیکھنے والا ، جاننے والا اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے ۔ وہی حاضر و ناظر ہے اور دلوں کے بھید تک اس پر عیاں ہیں ۔ کوئی چیز بھی اس سے چھپی نہیں رہ سکتی ۔ وہ علم والا بھی ہے اور حکمت والا بھی ۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا ۔ اس نے نہایت حکیمانہ طریقہ پر ہر چیز کی تقدیر مقرر کی ہے، اور انسان اور پوری کائنات کے لئے نہایت حکیمانہ منصوبہ بنایا ہے، لہٰذا جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اتفاقیہ نہیں، بلکہ اس کے طے شدہ منصوبہ کے مطابق ہوتا ہے ۔ وہی جلاتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اور وہ اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرے ۔

وہ بادشاہِ حقیقی ہے اور عرش (تخت) پر بلند ہے ۔ اس کا اقتدار ہر چیز پر قائم ہے اور کوئی نہیں جو اس کے قابو سے باہر ہو ۔ حاکمیت (Sovreignty) اسی کے لئے ہے، اور اسکے احکام وقوانین کی پابندی اس کے بندوں پر لازم ہے ۔

وہ ہر قسم کے کمالات اور خوبیوں سے متصف ہے، اس لئے اسی کے گن گائے جانے چاہئیں اور اسی کی حمد وثنا کی جانی چاہئے ۔ وہ عظمت اور کبریائی والا ہے، اس لئے اسی کی عظمت اور کبریائی بیان کی جانی چاہئے ۔ وہ رحمٰن ہے اور اس کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے ۔ اور وہ رحیم ہے اپنے وفادار بندوں کو اپنی خاص رحمت سے نوازتا ہے ۔ وہ دعاؤں کا سننے والا ہے، اس کے بندے اس کو جہاں سے بھی پکاریں، وہ ان کی پکار کو سنتا ہے ۔ اور اپنی مشیت اور حکمت کے مطابق کارروائی کرتا ہے ۔ وہی ہے جس سے امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں اور وہی ہے جس سے بندوں کو شدید محبت ہونی چاہئے ۔

وہ سخت سزا دینے والا بھی ہے اور معاف کرنے والا بھی ۔ وہ عدل کرنے والا ہے ۔ جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی کرتے ہیں، ان کو وہ سخت سزا دیتا ہے ۔ اور جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں، ان کو وہ انعام سے نوازتا

ہے ۔ وہ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا ۔

وہ کارساز حقیقی ہے اور اسی پر توکل (بھروسہ) کیا جانا چاہئے ۔ اور وہی ہے جس سے ڈرتے رہنا چاہئے ۔ وہ اپنی مرضی کا مختار ہے اور کوئی نہیں جو بزور اس سے کسی کے حق میں کوئی سفارش منوا سکے ۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا ایک اشارہ کسی چیز کو وجود میں لانے یا مٹانے کے لئے کافی ہے ۔

اس ربِّ اعلیٰ کا نام اللہ ہے ۔ اور اس کو دوسرے بہترین ناموں سے بھی پکارا جاسکتا ہے ۔ اس تفصیل کے ساتھ قرآن ربِ حقیقی (خدا) کی معرفت بخشتا ہے، جو اس کتاب کا امتیاز ہے ۔ اس کے ذریعہ انسان اپنے رب کو صحیح معنیٰ میں پہچان لیتا ہے، اور اس کی محبت اور گرویدگی اس میں پیدا ہوجاتی ہے ۔ یہی وہ توحید ہے، جس پر قرآن ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے ۔

(۲) رب کائنات کی مشیت یہ ہوئی کہ زمین پر ایک ایسی مخلوق پیدا کی جائے، جس کو دوسری مخلوقات پر برتری حاصل ہو ۔ چنانچہ انسان کو اس نے ایسے قالب میں ڈھالا اور ایسی صلاحیتیں بخشیں کہ وہ ایک ممتاز مخلوق بن گیا ۔ اس کو ایسا علم اور ایسی قوت عطا کی کہ زمین کی تمام اشیاء پر اس کی حکومت قائم ہوگئی، اور آسمان میں بھی وہ پرواز کرنے کے قابل ہوگیا ۔ اس کے کھانے کیلئے نہایت نفیس غذا پیدا کی اور پہننے کا اعلیٰ ذوق عطاء کیا ۔ چنانچہ انسان لباس زیب تن کرلیتا ہے، جب کہ حیوانات برہنہ رہتے ہیں ۔ انسان اناج کھاتا ہے، جب کہ جانور بھوسی کھاتے ہیں ۔ انسان لذیذ پھل کھاتا ہے، جب کہ جانور گھاس کھاتے ہیں ۔ اس طرح انسان کے رب کی نعمتیں اس پر تمام ہورہی ہیں، اور اس کے احسانات اور اُس کی مہربانیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔

اس نے ان تمام انعامات سے نواز کر انسان کا امتحان لینا چاہا ہے، کہ وہ یہ سب کچھ پا کر اپنے رب کو پہچانتا اور اس کا شکر گذار بندہ بن کر رہتا ہے یا نہیں ۔ اس آزمائش کے لئے اس

نے دنیا کو امتحان گاہ بنا کر انسان کو اس میں کھڑا کیا ہے۔ اس لئے یہ دنیا تفریح گاہ نہیں، بلکہ امتحان گاہ ہے۔ اور انسان یہاں کھیل کود کے لئے نہیں، بلکہ ایک سنجیدہ مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور وہ ہے کشمکش حیات میں اپنے رب کی ہدایت پر چلنا، اور اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کرنا جو اس کی اخلاقی و عملی اور ظاہری و باطنی زندگی کو سنوارنے والے، اور اس کو ابدی زندگی کی کامیابی عطاء کرنے والے ہیں۔ اگر وہ ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرتا ہے تو اس کا رب اس کو لازوال اور ابدی نعمتوں سے نوازے گا۔ اور اگر وہ ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا نہیں کرتا اور اپنے رب کا ناشکرا بن کر رہتا ہے، تو پھر وہ ابدی سزا کا مستحق قرار پائے گا۔

جب انسان کی دنیوی زندگی آزمائشی زندگی قرار پائی، تو اس کے ہر قول اور ہر عمل کا ایک نتیجہ ہے۔ اچھے قول اور عمل کا اچھا نتیجہ، اور بُرے قول اور عمل کا بُرا نتیجہ۔ ان نتائج کے ظہور کے لئے اللہ نے قیامت کا دن مقرر کیا ہے۔ یہ قیامت کا دن کیا ہے؟ عدل کا دن، جب یہ زمین دوسری زمین سے اور یہ آسمان دوسرے آسمان سے بدل دیا جائے گا۔ اس تبدیلی کے موقع پر کائنات میں زبردست اور ہولناک حادثہ برپا ہوگا، اور یہ عالم درہم برہم ہو کر ایک نیا عالم نئے زماں و مکاں کے ساتھ وجود میں آئے گا، جو اعمال کے نتائج کے ظہور کے لئے نہایت ہی سازگار ہوگا۔

اس روز وہ تمام انسانوں کو جو اول سے لے کر آخر تک پیدا ہوئے اور پھر مر کھپ گئے، دوبارہ جسم سمیت پیدا کرے گا۔ کوئی فرد بھی چھوٹنے نہیں پائے گا۔ تمام لوگ زمین سے اٹھا کھڑے کر دئے جائیں گے۔ اور میدان حشر میں جمع کر دئے جائیں گے، تاکہ اپنے اعمال کی اپنے رب کے حضور جوابدہی کریں اور پھر اپنے بھلے بُرے عمل کے مطابق اچھا یا برا بدلہ پائیں۔

قیامت کا دن اللہ کے حضور پیشی کا دن ہوگا، اور ہر ہر فرد کا اعمال نامہ جس کا ریکارڈ کرنے کیلئے دنیا میں فرشتے مقرر کئے گئے تھے، اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس وقت ہر شخص

دیکھ لے گا کہ اس کا کوئی چھوٹا یا بڑا عمل ایسا نہیں، جو اس میں درج نہ ہوا ہو۔ اس روز اللہ ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ جو لوگ اللہ پر اس طرح ایمان لائے ہوں گے، جس طرح ایمان لانے کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے۔ اور اس کی عبادت و اطاعت کرتے ہوئے نیک عملی کی زندگی گزاری ہوگی، وہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل کر دئے جائیں گے، جہاں ان کیلئے نہ روٹی کا مسئلہ ہوگا اور نہ کپڑے کا اور نہ ہی مکان کا۔ کھانے کیلئے اعلیٰ غذا، پینے کیلئے لذیذ مشروب، پہننے کیلئے نفیس کپڑے، رہنے کیلئے عمدہ اور پاکیزہ مکانات ہیشگی کے باغوں میں ہوں گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کے رب کی رضامندی ان کو حاصل ہوگی۔ اس طرح ان پر ان کے رب کی طرف سے انعامات اور رحمتوں کی بارش ہوگی اور انہیں غم، دکھ اور تکلیف سے کبھی واسطہ نہیں پڑے گا۔ یہ ہے آخرت کی کامیابی۔

اس کے برخلاف، جن لوگوں نے اپنے رب پر ایمان لانے سے انکار کیا ہوگا، اور اس کی ہدایت سے بے پرواہ ہو کر دنیا میں اپنی من مانی کرتے رہے ہوں گے، وہ اپنی بغاوت اور سرکشی کی سزا پا کر رہیں گے۔ خواہ انہوں نے بظاہر کچھ نیک اعمال ہی کیوں نہ کئے ہوں۔ اللہ سے کفر اور سرکشی سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس کے بعد کوئی شخص اپنے کسی اچھے کام پر انعام کا مستحق نہیں رہتا۔ ایسے لوگ جہنم میں جھونک دئے جائیں گے، جہاں انہیں آگ کا دردناک عذاب بھگتنا ہوگا۔ اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے۔ کیسا افسوسناک اور بھیانک انجام ہے اللہ سے کفر کرنے والوں کا!

جزا و سزا کا یہ معاملہ قیامت کے دن پیش آئے گا۔ اور جنت و جہنم حقیقتِ واقعہ بن کر سامنے آچکی ہوگی اور کسی کو بھی انکار کی مجال نہ ہوگی۔ اعمال کے یہ نتائج جہاں رونما ہوں گے اور جہاں انسان کو ہمیشگی کی زندگی گزارنا ہوگی، خواہ وہ انعام و اکرام کی زندگی ہو یا تکلیف و آلام کی زندگی۔ اس کو آخرت کی زندگی کہتے ہیں۔ اور قرآن آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔

(۳) انسان کا رب اللہ ہے۔ اور اس نے جب انسان کو امتحان گاہ میں کھڑا کیا ہے، اور آخرت میں ہر ایک کو اپنے عمل کا بدلہ پانا ہے، تو اس کا صریح تقاضا یہ ہے کہ اللہ انسان کو اس بات سے باخبر کرے کہ وہ کونسا عقیدہ اور وہ کون سے اعمال ہیں، جن پر آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔ اور وہ کون سے عقائد اور کون سے اعمال ہیں، جو آخرت میں تباہی کا موجب بننے والے ہیں۔ اسی تقاضے کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے، جن کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے دین اور اپنی شریعت کا علم بخشا۔ وحی ایک غیر معمولی ذریعہ علم ہے، جو انبیاء علیہم السلام ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب کی باتیں ان ہی پر ظاہر کرتا ہے، اور اُن پر اپنا کلام فرشتوں کے ذریعہ نازل کرتا ہے اور انہیں کتابیں عطاء کرتا ہے، تاکہ وہ اس کا پیغام بندگانِ خدا تک بے کم و کاست پہنچا دیں۔ رسول نہایت معتمد، امین اور بلند کردار ہوتے ہیں، جو اللہ کے پیغام کو کسی کمی بیشی کے بغیر پہنچا دیتے ہیں۔ اس طرح بندگانِ خدا پر اللہ کی حجت قائم ہو جاتی ہے۔ رسولوں کے اس سلسلہ کو رسالت کہتے ہیں، جس پر قرآن ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ اور رسالت پر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ فرشتوں پر اور ان کے ذریعہ رسولوں پر نازل کی جانے والی کتابوں پر ایمان نہ لایا جائے۔

رسول دنیا کی ہر قوم میں بھیجے گئے، اور وہ دنیا کے مختلف علاقوں میں آتے رہے۔ اللہ نے آخری رسول کی حیثیت سے حضرت محمد ﷺ کو مکہ میں بھیجا۔ اور ان پر اپنی آخری کتاب ''قرآن'' نازل فرمائی، جو انسان کی ہدایت کیلئے ایک مکمل کتاب ہے۔ اور چونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے، اس لئے یہ کتاب اپنی اصل شکل میں موجود ہے، تو کسی نئے نبی یا رسول کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیّین یعنی آخری نبی بنایا۔ قرآن تمام رسولوں پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے، جن کی آخری کڑی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ ایمان بالرسالت ہے۔

کتاب الٰہی

قرآن عربی میں ہے اور اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔ اس کتاب کے مضامین خود اس بات کی شہادت دیتے ہیں، کہ یہ بلاشبہ اللہ ہی کی کتاب ہے۔ اور اس میں جو باتیں بھی پیش کی گئی ہیں وہ دل لگتی ہیں اور کمال درجہ کی حکمت پر مبنی ہیں۔ ترجمہ کی مدد سے بھی آدمی اس کا مطالعہ کر کے اس کے کتابِ الٰہی ہونے کے بارے میں اطمینان حاصل کرسکتا ہے۔ قرآن کے علاوہ آج دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو لفظاً لفظاً اللہ کا کلام ہو۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف عربوں کی طرف رسول بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا، بلکہ تمام دنیا والوں کے لئے اور قیامت تک کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور قرآن بھی بلا لحاظ قوم و فرقہ پوری انسانیت کے لئے اور ہر دور اور ہر ملک کے لوگوں کے لئے کتابِ ہدایت ہے۔

آج یہ کتاب ہمارے سامنے کھلے اوراق میں موجود ہے۔ اور جب یہ ہمارے رب کی طرف سے ہے تو پھر اس سے غفلت کیسی! اپنے رب کی کتاب پڑھنے کے لئے کون ہے جو بے چین نہیں ہوگا؟ لیکن لوگوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے، جو نہیں جانتی کہ قرآن ان کے رب کا کلام ہے، جو اس نے ان کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ لوگ دنیا پرستی اور مادی فوائد میں ایسے مگن ہیں کہ ان کو نہ حق کی تلاش ہے، اور نہ اس بات کی فکر کہ موت کے بعد کیا پیش آنے والا ہے۔

روشن تعلیمات

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قرآن اور اس کے پیغمبر کی تعلیمات نہایت روشن، عالمگیر صداقتوں پر مبنی اور عدل و قسط کی نمایاں مثال ہیں۔ رب ِواحد کی عبادت کے ایسے طور طریقے

پیش کئے گئے ہیں کہ ان سے بہتر طور طریقوں کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ نماز کو دیکھ لیجئے۔ قیام، رکوع اور سجدہ کیسے بہترین ارکان ہیں۔ قرآن کی تلاوت کیسی پُر کیف ہوتی ہے۔ تسبیح کے کلمات کتنے حقیقت افروز ہوتے ہیں۔ مسجد میں جب صفیں باندھ کر نماز ادا کی جاتی ہے، تو کیسا روح پرور منظر ہوتا ہے، اور مساواتِ انسانی کا کتنا اچھا سبق ملتا ہے! اخلاق کا وہ معیار پیش کیا گیا ہے، جو انسان کو کامل انسان بنا دیتا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض اس طرح متعین کئے گئے ہیں کہ انسانی بھائی چارگی کا رشتہ مضبوط ہوجاتا ہے۔ شادی بیاہ کو نہایت آسان بنا دیا گیا ہے۔ اور عورت مرد کے تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کا سامان پیدا کیا گیا ہے۔ اپنی کمائی کو پاک رکھنے اور کاروبار اور تجارت میں جائز ذرائع اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ آرٹ اور ثقافت کو ہر قسم کی بے حیائی اور خرافات سے پاک رکھنے کیلئے احکام دئے گئے ہیں۔ اور سیاست اور اجتماعی زندگی کو منصفانہ اصولوں پر استوار کرنے کا سامان کیا گیا ہے۔ اور مساواتِ انسانی کی اعلیٰ مثال قائم کی گئی ہے۔ کیا انسانی زندگی میں یہ اعتدال، یہ پاکیزگی، یہ کردار کی بلندی، عبادت کا یہ حق، معاملات میں یہ صفائی، کاروبار میں یہ دیانتداری اور سیاست میں عدل اور حق پسندی، ان تعلیمات کے برحق اور خدائی ہونے کا بین ثبوت نہیں ہے؟ پھر اس خدائی طریقۂ زندگی کو چھوڑ کر زندگی بسر کرنے کے دوسرے طور طریقے اختیار کرنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟

شیطان سے ہوشیار

قرآن متنبہ کرتا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، اس سے ہوشیار رہیں۔ شیطان (ابلیس) ایک مخلوق ہے، جو جنوں میں سے ہے۔ اور جنوں کو اللہ نے آگ سے پیدا کیا تھا۔ وہ دکھائی نہ دینے والی مخلوق ہے۔ شیطان کو انسان سے اس لئے دشمنی ہے کہ اللہ نے انسان کو

مٹی سے پیدا کر کے اسے جنوں پر برتری عطاء کی۔ ابلیس (شیطان) نے اللہ کی نافرمانی کی اور گھمنڈ کیا، اسلئے وہ ملعون قرار پایا۔ اب اس کا کام انسانوں کو گمراہ کرنا ہے۔ اور اللہ نے اس کو یہ مہلت اسلئے دی ہے کہ انسان کی آزمائش ہو، اس بات میں کہ کون شیطان کے ورغلانے میں آتا ہے، اور کون اپنے رب کی ہدایت پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ شیطان کو یہ طاقت نہیں بخشی گئی ہے کہ وہ بزور انسانوں کو گمراہ کرے، بلکہ اسے اس بات کا موقع دیا گیا ہے کہ وہ دلوں میں وسوسہ اندازی کرے اور برائی کی ترغیب دے۔ اس کے اثر کو قبول کرنا نہ کرنا انسان کے اختیار میں ہے۔ جو لوگ شیطان کے اثر سے بچنا چاہتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے بچنے کی توفیق عطاء کرتا ہے۔ یہ ہمارے رب کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہم کو ہمارے کھلے دشمن سے آگاہ کر دیا ہے، تا کہ اس کی پُر فریب باتوں میں ہم نہ آئیں۔ ابلیس کو اگرچہ ہم دیکھ نہیں پاتے، لیکن دلوں میں بُرے خیالات کا پیدا ہونا اور پھر انسانی آبادیوں کا شر و فساد اور فتنوں سے بھر جانا، اس بات کی واضح علامت ہے کہ انسان کا ایک دشمن ہے، جو اسے برائی پر اُکساتا رہتا ہے۔

دوسری طرف انسان کو خیر کی ترغیب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ چلایا اور کتابیں نازل کیں، جن کے ذریعہ ایمان اور نیک عملی کی زندگی گزارنے والوں کو کامیابی کی بشارت سنا دی گئی۔ گویا دنیا میں بھلائی اور برائی دونوں کی ترغیبات کا سامان کر دیا گیا ہے۔ اور انسان کو ان میں تمیز کرنے اور اپنے لئے دونوں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا موقع فراہم کر دیا گیا ہے، اور اسی میں اس کی آزمائش ہے۔

دنیا کی موجودہ صورتِ حال انصاف کو آواز دے رہی ہے

دنیا کی موجودہ صورت حال نہایت سنگین ہے۔ اور انسان کو دعوت فکر دے رہی ہے۔ کوئی

ملک ایسا نہیں جہاں انصاف کا دور دورہ ہو۔ کمزوروں کے حقوق تلف ہو رہے ہیں، اور ظلم وستم روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ انسانی خون کی ارزانی ہے، اور دہشت گردی نے امن وسکون غارت کر دیا ہے۔ قانون کے پاسبان قانون کی مٹی پلید کر رہے ہیں، اور کرپشن (Curruption) نے سوسائٹی میں ایک ناسور کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اخلاقی گراوٹ کا یہ حال ہے کہ بیٹا باپ پر ہاتھ اٹھاتا ہے اور شاگرد استاد کی پٹائی کرتا ہے۔ عورت پوری بے حیائی کے ساتھ مردوں کے سامنے جلوہ گرہ ہے۔ عریانیت نے فیشن کی شکل اختیار کر لی ہے۔ فحش گانے کانوں میں زہر گھول رہے ہیں، اور شہوانی جذبات کو ابھار کر بدکاری پر آمادہ کر رہے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں مال ہے وہ اس کو فضول اور نمائشی کاموں میں بے دریغ خرچ کر رہے ہیں، اور انہیں اس کا کوئی احساس نہیں ہے کہ اس مال سے کتنے ہی غریبوں کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ سود خوری نے پورے معاشی نظام کو متاثر کر کے لوگوں کو خود غرضی کے مرض میں بری طرح مبتلا کر دیا ہے۔ کاروبار میں لوٹ کھسوٹ عام ہے، اور حکومت کے محکموں میں رشوت کی گرم بازاری ہے۔ کمینے لوگ اُبھر رہے ہیں اور شریف لوگ دب کر رہنے کے لئے مجبور ہیں۔ درندہ صفت انسانوں کا راج ہے۔ اور سیاست میں نکمے لوگوں کا طوطی بول رہا ہے۔ حکومت کی کرسی پر ایسا ہی شخص براجمان نظر آتا ہے، جو کردار کا بودا، شر انگیز اور مفسد ہے۔ علاوہ ازیں، جنگوں نے بڑے پیمانہ پر انسان کی تباہی کا سامان کر رکھا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے اگر انسان کو تمدن کی اونچی سطح پر پہنچایا ہے، تو اس کیلئے زبردست خطرات بھی پیدا کرائے ہیں۔ ایٹم بم کا استعمال ساری تمدنی ترقی کو ملیامیٹ کرنے کیلئے کافی ہے۔ ایک طاقتور بم لاکھوں افراد کو آناً فاناً موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ تو کیا یہ دنیا اندھیر نگری ہے؟ کیا یہ تشویشناک صورتحال، یہ دہشت گردی کا ماحول اور یہ پریشانیوں اور مظالم سے گھری ہوئی زندگی، انسان کو جھنجھوڑ نہیں رہی ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب رب العلمین عدالت برپا کرے گا۔ اور

مظلوموں کی دادرسی کی جائے گی اور ہر شخص دیکھ لے گا کہ اس نے آنے والی زندگی کیلئے کیا سامان کیا تھا؟ اس کا رب اس سے ہرگز غافل نہیں۔

یوم عدالت برپا ہونے سے پہلے

قرآن صاف الفاظ میں خبردار کرتا ہے کہ:

۱۔ تمام انسانوں کو پیغمبر قرآن پر ایمان لانے کی اور اس کی پیروی کرنے کی دعوت۔

قُلْ يَآ اَيُّهَاالنَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۣ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (سورۃ الاعراف۔۱۵۸)

’’کہو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں، جس کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، لہٰذا ایمان لاؤ اللہ پر اس کے رسول نبی امّی پر، جو اللہ اور اس کے فرمانوں پر ایمان رکھتا ہے۔ اور پیروی کرو اس کی تاکہ تم ہدایت پاؤ‘‘۔

۲۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لانا کفر ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ ۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا

’’اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لایا تو ایسے کافروں کے لئے ہم نے بھڑکتی آگ تیار رکھی ہے۔‘‘ (سورۃ الفتح۔۱۳)

۳۔عبادت اللہ کے سوا کسی کی روا نہیں۔

اَنْ لاَّ تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ط اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (سورۃ ہود۔۲۶)

"کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہاری نسبت ایک دردناک دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔"

۴۔شرک (اللہ کے ساتھ کسی اور کو خدا اور معبود ٹھہرانا یا بتوں کی پرستش کرنا) نا قابلِ معافی گناہ ہے، اگر آدمی اس سے توبہ نہ کرلے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا (سورۃ النساء۔۱۱۶)

"اللہ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس کے سوا جو گناہ وہ جس کیلئے چاہے گا، بخش دے گا۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ بھٹک کر بہت دور جا پڑا۔"

۵۔تین خداؤں اور تین مورتیوں کا تصور باطل ہے۔

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ م وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّآ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط (سورۃ المائدہ۔۷۳)

"یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے۔ حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں۔"

۶۔دیوی دیوتاؤں کو نفع یا نقصان پہنچانے والا سمجھنا خلاف حقیقت ہے۔ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے نفع اور نقصان پہنچانا۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط قُلِ اللّٰہُ ط قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ

لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ط قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ لا اَمْ ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ج اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ فَتَشَابَہَ الْخَلْقُ عَلَیْہِمْ ط قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ (سورۃ الرعد۔۱۶)

"ان سے پوچھو آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہو اللہ۔ ان سے پوچھو پھر کیا تم نے اس کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا کارساز ٹھہرالیا ہے، جو خود اپنے لئے بھی نہ کسی نفع کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نقصان کا؟ کہو کیا اندھا اور دیکھنے والا دونوں برابر ہیں؟ یا تاریکیاں (اندھیرا) اور روشنی یکساں ہیں؟ یا ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں نے اسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح اس نے پیدا کیا ہے، جس کی وجہ سے پیدا کرنے کا معاملہ ان پر مشتبہ ہوگیا؟ کہو اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ یکتا ہے سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا۔"

۷۔ بت پرست اور ان کے بت دونوں جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَھَا وٰرِدُوْنَ لَوْ کَانَ ھٰٓؤُلَآءِ اٰلِھَۃً مَّا وَرَدُوْھَا ط وَکُلٌّ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (سورۃ الانبیاء۔۹۸۔۹۹)

"تم اور وہ چیزیں، جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو (یعنی بت) جہنم کا ایندھن ہیں۔ تمہیں لازماً وہاں پہنچنا ہے۔ اگر واقعی یہ خدا ہوتے تو وہاں نہ پہنچتے۔ اور سب کو ہمیشہ اسی میں رہنا ہے۔"

۸۔اللہ کے سوا کسی اور خدا کے لئے کوئی دلیل نہیں۔

وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لا لَا بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ لا فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ (سورۃ المؤمنون۔۱۱۷)

"اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کو پکارے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل

نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ یقیناً کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔''

۹۔ اللہ کے ساتھ اور خداؤں کو پکارنے پر تنبیہ۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ

'' اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ۔ میں اس کی طرف سے تمہارے لئے کھلا خبردار کرنے والا ہوں۔'' (سورۃ الذاریات۔۵۱)

۱۰۔ اللہ کے بارے میں جھوٹ بولنے والے اور اسلام کی دعوت کو رد کرنے والے سب سے بڑے ظالم۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ

'' اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے، حالانکہ اس کو اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو؟ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔'' (سورۃ الصف۔۷)

۱۱۔ قیامت بلاشبہ آکر رہے گی۔

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ

'' قیامت کی گھڑی یقیناً آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔'' (سورۃ المؤمن۔۵۹)

۱۲۔ قیامت کا وقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (سورۃ الملک۔ ۲۵۔۲۶)

'' یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ کہو اس کا علم تو اللہ ہی کے

پاس ہے۔ میں تو بس کھلا خبردار کرنے والا ہوں۔''

۱۳۔ اپنے رب کی دعوت قبول کرلو، قبل اس کے کہ قیامت کا دن آئے۔

اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ (سورۃ الشوریٰ۔۴۷)

'' اپنے رب کی دعوت قبول کرلو، قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے ایک ایسا دن آئے جس کو ٹالا نہ جا سکے گا۔ اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اور نہ تم (عذاب کو) دفع کر سکو گے۔''

۱۴۔ قیامت کا صور ۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ

'' اور صور پھونکا جائے گا تو یکایک وہ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے۔'' (سورۃ یٰسٓ۔۵۱)

۱۵۔ لوگوں کے لئے انتباہ، قبل اس کے کہ اللہ کا عذاب آجائے۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ (سورۃ ابراہیم۔۴۴)

'' لوگوں کو اس دن سے خبردار کردو جب کہ عذاب ان کو آلے گا۔ اس وقت ظالم کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سی مدت کے لئے مہلت دیدے ہم تیری دعوت قبول کریں گے۔ اور رسولوں کی پیروی کریں گے۔ (جواب دیا جائے گا) کیا تم اس سے پہلے قسمیں کھا کھا کر نہیں کہتے تھے کہ ہمیں (دنیا سے) منتقل ہونا نہیں ہے۔''

۱۶۔کافر قیامت کے دن کس طرح اٹھیں گے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۙ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ (سورۃالقمر۔۶ تا ۸)

"تو ان سے رخ پھیرلو۔جس دن پکارنے والا انہیں ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا،ان کی نگاہیں ذلت سے جھکی ہوئی ہوں گی اوراس طرح قبروں سے نکلیں گے کہ گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔پکارنے والے کی طرف سہمے ہوئے دوڑ رہے ہوں گے۔اس وقت کافر کہیں گے یہ بڑا کٹھن دن ہے۔"

۱۷۔کافروں (انکارکرنیوالوں) کی جہنم پر پیشی اوران کا اقرارِحق۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (سورۃاحقاف۔۳۴)

"جس دن کافر جہنم کی آگ پر پیش کئے جائیں گے، (ان سے پوچھا جائے گا) کیا یہ حق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے ہاں ہمارے رب کی قسم(یہ یقیناً حق ہے) فرمائے گا تو چکھو عذاب کا مزہ اپنے کفر کی پاداش میں۔"

۱۸۔شرک کرنے والے ظالموں کا انجام۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ (سورۃالاعراف۔۴۱)

"ان کیلئے جہنم ہی کا بچھونا ہوگا اوراوپر سے اوڑھنا بھی اسی کا ہوگا۔ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔"

۱۹۔کفر (انکار) کرنے والوں کا انجام۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۭ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (سورۃالحج۔۱۹ تا ۲۲)

"یہ دوفریق ہیں،جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا،تو جنہوں نے کفر کیا ان کیلئے آگ کے لباس کاٹ دئے گئے ہیں۔ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈال دیا جائے گا۔جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اوران کی کھالیں گل جائیں گی۔نیز ان کو(سزا دینے) کیلئے لوہے کے گرز ہوں گے۔جب کبھی وہ اس گھٹن سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دئے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کے عذاب کا مزہ۔"

۲۰۔قیامت کو جھٹلانے والوں کا انجام۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا

"حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے قیامت کی گھڑی کو جھٹلایا ہے۔اور جو اس گھڑی کو جھٹلائے اس کیلئے ہم نے بھڑکتی آگ تیار کررکھی ہے۔وہ جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے جوشِ غضب اوراس کے دھاڑنے کی آوازوں کو سنیں گے۔اور جب یہ جکڑے ہوئے اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈال دئے جائیں گے تو اپنی موت کو پکاریں گے۔آج ایک موت کو نہیں بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔"(سورۃالفرقان۔۱۱ تا ۱۴)

۲۱۔کافروں کا جہنم میں اعتراف۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۙ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (سورۃ الملک۔۶ تا۱۱)

”جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے، جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دہاڑنے کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی۔ شدّتِ غضب سے پھٹی جاتی ہوگی۔ ہر بار جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا، اس کے محافظ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے ہاں خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا، لیکن ہم نے اُسے جھٹلایا اور کہا، اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے۔ تم لوگ بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور وہ کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخ میں شامل نہ ہوتے۔ اس طرح وہ اپنے گناہ کا اعتراف کریں گے، تو لعنت ہے دوزخیوں پر۔“

۲۲۔کافروں کو جہنم کی طرف لے جانے کا منظر۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ

”اور کافروں کو جہنم کی طرف گروہ درگروہ ہنکاتے ہوئے لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور اس کے نگراں ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے، جنہوں نے تمہارے رب کی آیتیں تمہیں سنائی ہوں اور تمہارے اس دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈرایا ہو؟ وہ کہیں گے، ضرور آئے تھے۔ لیکن کافروں پر عذاب کا فرمان پورا ہو کر رہا۔ کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں۔ اس میں ہمیشہ رہو گے۔ تو کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے متکبروں کا“۔(سورۃ الزمر۔۷۱۔۷۲)

۲۳۔اللہ کے حضور پیشی کو جھٹلانے والے قیامت کے دن پچھتائیں گے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ (سورۃ انعام:۳۱)

”تباہی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب وہ گھڑی اچانک آنمودار ہوگی، تو کہیں گے افسوس! اس معاملہ میں ہم سے کیسی کوتاہی ہوئی! اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہونگے۔ تو کیا ہی بُرا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے ہوں گے!“

۲۴۔اپنے رب کی طرف سے آئے ہوئے حق کا انکار کرنے والے جہنم کی لپیٹ میں۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ

كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (سورۃ الکہف۔۲۹)

"اور کہو یہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، تو جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر کرے۔ ہم نے ظالموں کیلئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتوں نے انہیں گھیر لیا ہے۔ اگر وہ پانی کے لئے فریاد کریں گے تو انہیں ایسا پانی دیا جائے گا جو پگھلی ہوئی دھات کی طرح ہوگا۔ اور ان کا منہ بھون ڈالے گا۔ کیا ہی بُری ہے پینے کی چیز اور کیا ہی بُری ہے آرام گاہ !"

۲۵۔جہنم میں دردناک سزائیں۔

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ط وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ

"اس کے آگے جہنم ہے اور اسے پیپ، لہو پلایا جائے گا۔ جسے وہ گھونٹ گھونٹ کر کے پئے گا مگر حلق سے آسانی کے ساتھ اُتار نہ سکے گا۔ موت ہر طرف سے اس پر آئے گی مگر وہ مر نہ سکے گا۔ اور آگے ایک سخت عذاب کا اسے سامنا کرنا ہوگا۔" (سورۃ ابراہیم۔۱۶۔۱۷)

۲۶۔کافر جہنم میں تمنا کریں گے کہ کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا

(سورۃ الاحزاب۔۶۶)

"جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ دئے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ کی اور اطاعت کی ہوتی رسول کی۔"

ایمان لانے والوں کو خوشخبری۔

لیکن جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کو قرآن جنت کی خوشخبری سناتا ہے:

۱۔اہل ایمان کے لئے بہت بڑا اجر۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ (سورۃ بنی اسرائیل:۹)

"یقیناً یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جو بالکل سیدھا ہے۔ اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے۔"

۲۔اہل ایمان کو جنت میں داخل کرنے کا اللہ کا وعدہ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ط وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا

"اور جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے، جس کے نیچے نہریں رواں ہونگی وہ وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ حق ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے۔" (سورۃ النساء۔۱۲۲)

۳۔جنت میں پاکیزہ مکانات اور سب سے بڑی چیز اللہ کی خوشنودی۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورۃ التوبہ:۷۲)

"مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ انہیں ایسے باغوں

سے نوازے گا، جن کے نیچے نہریں رواں ہونگی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان جاودانی باغوں میں پاکیزہ مکانات ہوں گے۔ اور انہیں اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی جو سب سے بڑی چیز ہے۔ یہی عظیم کامیابی ہے۔"

٤۔ جنت میں لباسِ فاخرہ اور زیب وزینت کا سامان۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا (سورۃ الکہف:۳۱)

"ان کے لئے ہیشگی کے باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور وہ باریک اور دبیز ریشم کے سبز کپڑے پہنیں گے۔ اور تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کیا ہی اچھی آرام گاہ!"

۵۔ جنت میں رزق کی فراوانی۔

جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا

(سورۃ مریم۔۶۱ تا ۶۳)

"ہمیشگی کے باغ جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ کر رکھا ہے، یقیناً اس کا وعدہ پورا ہو کر رہنا ہے۔ وہاں وہ کوئی لغو بات نہیں سنیں گے جو کچھ سنیں گے سلامتی ہی کی بات ہوگی۔ اور انہیں صبح وشام اپنا رزق ملتا رہے گا۔ یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے ان کو بنائیں گے، جو اللہ سے ڈرتے رہے۔"

٦۔ جنت میں جو چیز طلب کی جائے گی ملے گی۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۚ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۚ

"آج جنت والے اپنے مشغلوں میں شاداں وفرحاں ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ اس میں ان کے لئے میوے ہوں گے اور جو کچھ وہ طلب کریں وہ انہیں ملے گا۔" (سورۃ یٰسٓ۔ ۵۵ تا ۵۷)

۷۔ اپنے رب سے ڈرنے والوں کو جنت کی طرف لے جائے جانے کا منظر۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (سورۃ الزمر۔۷۳۔۷۴)

"اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے رہے، انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھول دئے گئے ہوں گے، تو اس کے پاسبان ان سے کہیں گے سلام ہو تم پر۔ اچھے ہو تم داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کیلئے۔ وہ کہیں گے شکر ہے اللہ کا جس نے ہمارے حق میں اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہم کو زمین کا وارث بنایا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں۔ تو کیا خوب اجر ہے (نیک) عمل کرنے والوں کا!"

۸۔ جن لوگوں نے اللہ کو اپنا رب مان لیا ان پر موت کے وقت فرشتوں کا نزول اور جنت کی خوشخبری۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا

تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیَآؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِالدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ج وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ط نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ (سورۃ حٰمٓ السجدہ ۔۳۰ تا ۳۲)

”جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ پھراس پر استقامت اختیار کی ۔یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ نہ ڈرواور نہ غم کرواور خوش ہوجاؤ جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی ہیں۔جس میں تمہارا دل جو چاہے گا وہ تمہیں ملے گا اور جو چیز بھی تم طلب کرو گے تمہیں ملے گی۔یہ سامانِ ضیافت ہے اس (ہستی) کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔“

۹۔جنت میں حوروں سے شادی۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ لا فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ج یَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ج كَذٰلِكَ قف وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ لا لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی ج وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ لا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكَ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُالْعَظِیْمُ

”البتہ اللہ سے ڈرنے والے پُرامن مقام میں ہوں گے ۔ باغوں اور چشموں میں۔باریک اور دبیز ریشم کے لباس پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔اس طرح وہ سرفراز کئے جائیں گے۔اور حسین چشم حوروں سے ہم ان کا بیاہ کردیں گے۔وہاں وہ اطمینان سے ہر قسم کے میوے طلب کریں گے۔پہلی موت کے بعد وہ کسی موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔ اور اللہ انہیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔یہ تمہارے رب کے فضل سے ہوگا۔یہی ہے بڑی کامیابی۔“ (سورۃ الدخان۔۵۱ تا ۵۷)

۱۰۔جنت میں مشروبات کی نہریں۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ط فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِاٰسِنٍ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی ط وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ط (سورہ محمد۔۱۵)

”اس جنت کی خصوصیت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، جس میں کوئی تغیر نہ ہوگا۔اور نہریں دودھ کی جس کا ذائقہ نہیں بدلے گا۔اور نہریں ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے نہایت لذیذ ہوگی۔اور نہریں صاف شفاف شہد کی۔وہاں ان کے لئے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت۔“

۱۱۔جنت میں اہل ایمان سے ان کی مؤمن اولاد کا الحاق۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ط (سورۃ الطور۔ ۲۱)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے ساتھ ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو بھی ان سے ملادیں گے۔اور ان کے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔“

۱۲۔جنت کی حسینائیں۔

كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ج (سورۃ الرحمٰن۔۵۸)

”گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔“

۱۳۔جنت کی پہنائیاں۔

سَابِقُوْآ اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لا

أُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (سورۃ الحدید۔۲۱)

”ایک دوسرے سے آگے بڑھو، اپنے رب کی مغفرت اوراس جنت کی طرف، جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے مانند ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اوراس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

۱۴۔ نعمت بھری جنت کا ایک منظر۔

وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا لا مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ج لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ج وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا لا قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ج عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا وَّيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ج اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ ز وَّ حُلُّوْآ اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ج وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا

(سورة الدهر۔ ۱۲۔ تا ۲۲)

”اوران کے صبر کے بدلہ میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطاء کیا۔ وہاں وہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ انہیں دھوپ کی حدت محسوس ہوگی اور نہ سردی کی شدّت۔ اس کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اوراس کے خوشے جھک کر لٹک رہے ہوں گے۔ ان کے آگے چاندی کے برتن اور شیشے کے گلاس گردش میں ہوں گے۔ شیشے بھی وہ جو چاندی کے

ہوں گے اوران کے پیمانے وہ خود مقرر کریں گے۔ ان کو وہاں ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہوگا جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ ان کے پاس ایسے لڑکے گردش میں ہوں گے جو ہمیشہ اسی سن کے رہیں گے۔ تم ان کو دیکھو تو خیال کرو یہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ وہاں جدھر بھی دیکھو گے تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں اور عظیم بادشاہی دکھائی دے گی۔ ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز، اور اطلس کے کپڑے ہوں گے۔ ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اوران کا رب ان کو نہایت پاکیزہ مشروب پلائے گا۔ یہ ہے تمہاری جزا اور تمہاری سعی، مقبول ہوئی۔“

۱۵۔ جنّتی اپنے رب سے خوش اوران کا رب ان سے خوش۔

جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ

”ان کی جزا ان کے رب کے پاس جاودانی باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی! یہ (جزا) اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے سے ڈرے۔“ (سورة البيّنة ۔ ۸)

سوالیہ نشان

قرآن کی ان آیتوں کے ذریعہ آپ پر اپنے رب کی حجت قائم ہو جاتی ہے۔ اب آپ کے سامنے سوالیہ نشان یہ ہے کہ آپ اپنے رب کی ہدایت کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر قبول کرتے ہیں اور ہر انصاف پسند شخص سے یہی توقع کی جا سکتی ہے، تو آپ کو اپنا رب رحمتوں سے نوازے گا۔ آپ نہایت پاکیزہ زندگی گذار سکیں گے، جس میں روح کا سکون بھی ہوگا، اور دل کا سرور بھی۔ جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوں گے، تو فرشتے آپ کو جنت کی خوشخبری سنائیں گے۔ اور آپ کی روح عالم بالا میں راحت وسرور میں ہوگی۔ اور قیامت کے دن، جو عنقریب برپا ہونے والا ہے اور جب تمام انسان دوبارہ زندہ کر کے میدان حشر میں حساب کیلئے اکٹھا کئے جائیں گے، تو آپ کا چہرہ ایمان کے نور سے دمک رہا ہوگا۔ اور آپ سلامتی کے ساتھ حساب کے مرحلہ کو طے کر کے اللہ کے فضل سے جنت میں پہنچ جائیں گے، جو ہمیشہ کا گھر اور ابدی کامیابی کا مقام ہے۔ آپ پر اپنے رب کی رحمتوں کی بارش ہوگی، اور کسی قسم کی بھی تکلیف آپ کو کبھی چھوئے گی نہیں۔ لیکن اگر خدانخواستہ آپ نے قرآن کی ہدایت کو قبول نہیں کیا، اس کے پیغمبر پر ایمان نہیں لایا اور اس کے احکام کے مطابق زندگی نہیں گذاری، تو خوب سمجھ لیجئے کہ آپ اپنی اصلاح کا زریں موقع، جو اس دنیا میں آپ کو میسر ہے کھو رہے ہیں۔ اور اپنے کو جہنم کا مستحق بنا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ کو نہ اس زندگی میں قلبی و روحانی سکون مل سکے گا، اور نہ دوسری زندگی میں۔ موت کے وقت عذاب کے فرشتوں سے آپ کو واسطہ پڑے گا۔ آپ کی روح قید خانہ میں ہوگی، جہاں سخت تکلیف برداشت کرنا ہوگی۔ اور پھر جب قیامت کے دن سب لوگوں کو جسم سمیت دوبارہ اٹھایا جائے

گا تو آپ اپنے کو کسمپرسی کی حالت میں پائیں گے۔ جن جن کو معبود بنا کر پوجا گیا وہ سب ہوا ہو جائیں گے۔ کوئی بھی مدد کیلئے نہیں آئے گا۔ اور آپ کو اپنے رب کے حضور اپنے عقائد و اعمال کی جوابدہی کرنا ہوگی۔ یہ مرحلہ نہایت کٹھن ہوگا۔ وہاں کفر اور شرک (بت پرستی وغیرہ) کی بخشش نہیں ہوگی۔ اور اس سنگین جرم کی پاداش میں جہنم کی ابدی سزا بھگتنا ہوگی۔ کیسا بُرا انجام ہے کفر اور شرک کرنے والوں کا!

آپ کا فیصلہ

زندگی کے یہ لمحات جو آپ کو میسر ہیں، نہایت قیمتی ہیں۔ لہٰذا آپ ایسا فیصلہ کریں، جو آپ پر آپ کے رب کی راہ کھولنے والا، آپ کو اس تک پہنچانے والا اور آخرت کی کامیابی سے ہمکنار کرنے والا ہو۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تصور ہے، کہ خدا تک پہنچنے کے بہت طریقے ہو سکتے ہیں، اور وہ سب صحیح ہیں۔ یہ بات بظاہر خوش کُن معلوم ہوتی ہے۔ لیکن خلاف حقیقت ہے۔ کائنات کا ایک خدا ماننا اور ہزاروں خدا ماننا، اپنے حقیقی رب کی پرستش کرنا اور من گھڑت خداؤں حتیٰ کہ اینٹ پتھر کی بھی پرستش کرنا، اپنے سچے رب کے نازل کردہ احکام پر چلنا اور اس کی طرف جھوٹ منسوب کر کے غلط اور ناجائز طور طریقوں پر عمل پیرا ہونا، اگر یکساں ہو سکتا ہے، تو روشنی اور تاریکی، رات اور دن اور علم اور جہالت دونوں کو یکساں ماننا پڑے گا۔ لیکن انسان کی عقل دونوں میں تمیز کرتی ہے۔ پھر انسان خدا کے معاملہ میں کیوں ٹھوکر کھاتا ہے۔ اس کی وجہ اس کا مذہب کے معاملہ میں جذباتی ہونا ہے۔ اس لئے اس کا فیصلہ دانشمندانہ نہیں ہوتا۔ دوسری بڑی رکاوٹ وہ کمیونٹی ہے، جس کا وہ ایک فرد ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ آدمی جس کمیونٹی میں رہتا ہے، اس کے عقائد سے مختلف عقائد اختیار کرنا

مصیبتوں کو دعوت دینا ہے۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ کوئی مصیبت اللہ کے اذن کے بغیر نازل نہیں ہوتی۔اور انسان کے صبر کا بہرحال امتحان ہوتا ہے۔اور دنیا تو چند روزہ ہے اس لئے اس کی تکلیف آخرت کی تکلیف کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی ۔اور نہ اپنے اہل وعیال کو خوش کرنے کے لئے ،اپنے رب کی ناراضگی مول لی جاسکتی ہے۔لہٰذا اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوئے پورے حوصلہ کے ساتھ قبولِ حق کا فیصلہ کرنا چاہئے۔جو شخص بھی حق کا طالب ہوتا ہے،اس کا رب اس پر ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے۔اور اس کی زبان سے بے اختیار کلمۂ شہادت ادا ہوجاتا ہے:

اَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّ سُوْلُ اللّٰهِ

’’میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا(معبود)نہیں،اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔‘‘

زیر اہتمام: محمد صدیق قریشی
Pixel Arts
Mobail : 9820790615
Printed at : Fatima Printers
Tilak Nagar , Saki Naka Mumbai 400070

دعوۃ القرآن

ترجمہ وتفسیر پانچ زبانوں میں

تالیف : **مولانا شمس پیر زادہؒ**

اردو	سیٹ	1200/-
ترجمۂ قرآن مجید (دعوۃ القرآن کا اردو ترجمہ مع عربی متن		300/-
مراٹھی	سیٹ	360/-
گجراتی	سیٹ	830/-
ہندی	سیٹ	1180/-
انگریزی	سیٹ	1125/-
پارہ عم اردو		70/-
پارہ عم گجراتی		65/-
پارہ عم ہندی		120/-
پارہ عم انگریزی		150/-
فقہ الزکوٰۃ اردو		180/-

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹۔محمد علی روڈ۔ممبئی ۴۰۰۰۰۳ ☆ فون:۲۳۴۶۵۰۰۵